اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ○ (البقرہ 196)

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۔وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

مقصد حج:۔

ہر بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا تعلق ہے لیکن کامل مومن کی نشانی یہ ہے وہ اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:165) ایمان والے اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتے ہیں جب محبت میں کوئی کام کیا جائے تو اس کام میں انسان کو لطف اور مزہ آتا ہے۔ حج اور عمرہ کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اسی لئے اس کو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہی کرنا چاہیے جب کوئی بندہ کسی سے محبت کرتا ہے تو محبوب اس کو آزماتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی مومن کی آزمائش کرتے رہتے ہیں۔

مؤمن کے امتحان:۔

کبھی مالی امتحان ہوتا ہے اور کبھی جانی۔ مالی امتحان شعبان میں لیا کہ زکوٰۃ ادا کرو جب زکوٰۃ صحیح صحیح ادا کر دی تو سمجھ لیں ایک پیپر میں کامیاب ہو گیا اور جانی امتحان کیلئے رمضان کا مہینہ بنایا اس میں دن کو کھانا پینا اور بیوی سے تعلقات سے بھی پرہیز ہے۔ اور جب بندہ دونوں امتحانوں میں کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر اسے انعام دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے گھر آؤ میں تمہیں انعام دوں۔

انعام کا مہینہ:۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ رمضان کام کا مہینہ ہے اور ذی الحجہ انعام کا مہینہ ہے لہذا جیسے ہی رمضان ختم ہوا آپ اگلے دن سے حج کا احرام باندھ سکتے ہیں۔

عشق ومستی کا سفر:۔

حج کا سفر عشق و مستی کا سفر ہے جیسے کوئی محبّ اپنے محبوب کو ملنے جا تا تو دل میں بڑی امنگیں ہوتی ہیں کہ میں ایسے ملوں گا یہ یہ باتیں کروں گا جو لوگ جنون کی حد تک مجنون ہوتے ہیں ان کو کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا، ان کو کپڑوں سے زیب وزینت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی حج کے سفر میں حکم دیا کہ میرے بندو ظاہری زیب وزینت ختم کر دو۔ تم نے کوئی ایسا ویسا کام نہیں کرنا۔ بس محبوب سے ملنے کی آرزو رکھنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے تین شرطیں رکھیں فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ (البقرہ: 197) حج میں ایک تو رفث نہیں کرنا رفث کہتے ہیں یہ جو نفسانی، شیطانی، شہوانی محبتیں ہیں اس قسم کا بے شرمی کا کوئی عمل، غلط دیکھنا، دل میں کسی کے بارے میں غلط آرزو و تمنا رکھنا اس کو رفث کہتے ہیں۔ فسوق خلاف شرع کام کرنے کو کہتے ہیں یعنی فجر کی نماز ہی قضاء کر ڈالی یہ فسق و فجور ہے اور حج کے سفر پر آئے ہیں اور کمرے میں ٹی وی دیکھ رہے ہیں اور تیسرا کام یہ ہے کہ آپس میں الجھنا نہیں ہے لڑنا نہیں ہے تو اپنے آپ کو مٹا کر اس سفر پر آئیں اور اپنی توجہ دنیا سے ہٹا کر آئیں اور اگر تین کاموں سے بچ گئے اور پھر حج کیا تو حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ ایسے بندے کا حج ، حج مبرور، ہوتا ہے اور وہ ایسے ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو ابھی جنم دیا ہے یعنی گناہوں سے بالکل پاک۔

عاشقانہ اعمال اور ادائیں:۔

چنانچہ مؤمن سب سے پہلے آکر طواف ہی کرتا ہے اور حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے اور ملتزم سے لپٹ کر غلاف کعبہ کو پکڑ کر فریاد کرتا ہے اور یہ مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں پروانے کی طرح کعبۃ اللہ کے گرد چکر لگانا شروع کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے یا اللہ میں حاضر ہوں میں نے آپ کیلئے ہر چیز کو چھوڑ دیا اور خالص

آپ کی محبت میں حاضر ہوا ہوں۔

شریعت کا حسن:۔

مؤمن یہاں طواف کرتا ہے اور دوسرے اعمال کرتا ہے پھر حج کرنے کیلئے میدان عرفات میں چلا جاتا ہے۔اب دیکھئے شریعت کا حسن یہ ہے نماز کا نہیں کہا گیا کہ اس میدان میں دو رکعت نماز پڑھنی ہے بلکہ یہ کہا گیا کہ نویں ذی الحجہ کو زوال سے غروب کے درمیان اس میدان میں جمع ہونا ہے اس کا حج کا عمل ہو گیا آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حج کیا ہے؟ فرمایا الحج العرفۃ کہ عرفات کے میدان میں حاضر ہو جانا یہ گویا رکن اعظم ہے۔

ایک نکتہ:۔

طواف کا عمل دائیں سے بائیں کی طرف ہے تا کہ انسان کا دل طواف کرتے ہوئے ہمیشہ کعبہ کے قریب رہے اللہ چاہتے ہیں کہ اپنا دل میرے قریب ہی رکھو۔

لقائے الٰہی کی انتظار گاہ:۔

میدان عرفات میں ٹھہرنا ایسے ہی ہے جیسا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے دیدار کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور شوق کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے اس انتظار گاہ میں بیٹھے ہیں۔کیسے کیسے اللہ تعالیٰ کے بندے یہاں جمع ہوتے ہیں اور اپنے اعمال کے وسیلے پیش کرتے ہیں اور بالآخر اللہ تعالیٰ کو منا کر اپنا انعام وصول کر لیتے ہیں۔

دعا کی قبولیت کا سنہرا موقع:۔

اس اجتماع میں دعائیں مانگنا نسبتا آسان ہے کیونکہ اجتماعی طور پر دعا مانگیں تو دعا جلدی قبول ہوتی ہے ایک بزرگ فرماتے تھے کہ ہماری دعا قبول ہوگئی کیونکہ اتنا مجمع کسی سخی کے دروازے پر چلا جائے اور

ایک ریال کا سوال کرے گا تو کیا وہ ان کو ویسے ہی لوٹا دے گا نہیں بلکہ وہ ان کو ایک ریال دے کر ہی بھیجے گا اور اس کا ریال دینا زیادہ مشکل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو معاف کر دینا زیادہ آسان ہے کیونکہ آج کے دن عام معافی ہے جو چاہے اپنے گناہ معاف کروا لے۔اور دیکھا گیا ہے کہ گندم کے ساتھ اگر چھوٹے چھوٹے مٹی کے ذرے بھی شامل ہوں تو وہ بھی ساتھ ہی تل جاتے ہیں اسی طرح گمان رکھنا چاہیے اللہ تعالیٰ نیکوں کو ساتھ ہم جیسے گنہ گاروں کو بھی معاف فرما دیں گے۔بس ذہن میں یہ بات ہونی چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو منانے کیلئے آئے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ اپنے در پر خود بلا رہے ہیں اور کوئی اپنے گھر بلا کر کسی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔بس عاجزی کے ساتھ رہنا چاہیے۔

دعائیں کیسے قبول ہوں؟

سب ایک جیسی دعائیں ہی مانگتے ہیں لیکن اولیاء اللہ کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں اور ہماری نہیں ہوتیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہمارے دل غیر سے خالی نہیں ہوتے ہم مانگ تو اللہ سے رہے ہوتے ہیں لیکن نظریں غیروں کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ہم پورا سال اپنے شکوے شکایات لوگوں کو سناتے رہتے ہیں کہ میرا فلاں کام نہیں ہو رہا کام نہیں چل رہا بڑی پریشانی ہے بلکہ ہمیں سارے مسائل اپنے اللہ کے سامنے پیش کرنے چاہئیں دنیا والوں سے مانگے تو کوئی ایک دفعہ دے گا کوئی دو دفعہ بالآخر وہ اکتا جائیگا لیکن اللہ تعالیٰ سے جتنی مرتبہ مانگا جائے وہ عطا کرتا ہی رہتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مانگے اللہ تعالیٰ اس بندے کو دوست بنا لیتے ہیں۔ہم اپنے دل سے غیر کے بتوں کو نکالیں جب تک یہ دل بت خانہ بنا رہے گا اس وقت تک قبولیت دعا والی بات نصیب نہ ہوگی۔ یہاں لوگ گناہوں کے بوجھ لے کر آتے ہیں مگر اس امید کے ساتھ آتے ہیں کہ بخشنے والے کی رحمت بہت بے پایاں ہے یہ ذہن میں ہو کہ میں ایک کریم کے در پر حاضر ہوا ہوں یہاں خالی ہاتھ آئیں گے تو بھی اللہ تعالیٰ مالا مال کر دیں گے۔

نیکوں کی بستی میں اللہ کی رحمت:۔

بخاری شریف کی ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی اسرائیل میں ایک قاتل تھا جس نے سو بندوں کو قتل کیا تھا اور وہ توبہ کی نیت سے نیکوں کی بستی کی طرف چل پڑا تھا ابھی راستے میں ہی تھا کہ اسے موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ چونکہ یہ توبہ کی نیت سے گھر سے چلا تھا اور یہ نیکوں کی بستی کے قریب پہنچ گیا ہے تو اسے نیکی والے فرشتے لے جائیں کیونکہ اس کی نیت اچھی تھی۔اور میدان عرفات بھی ایک دن کی نیکوں کی بستی ہے یہاں بڑے بڑے اللہ تعالیٰ کے بزرگ آئے ہوئے ہوتے ہیں تو یہاں اس پر آنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ضرور توبہ قبول فرمالیں گے۔

دعاء قبولیت کے یقین کے ساتھ ہو:۔

ہم جب بھی دعا مانگیں تو سچے دل سے مانگیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس بندے پر بہت غصہ آتا ہے جو وقوف عرفہ میں دعا مانگے اور پھر بعد میں یہ گمان رکھے کہ میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔لہذا قطعاً یہ نہیں سوچنا چاہیے بلکہ یہ سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بلایا ہی اس لئے ہے کہ میری بخشش فرمادیں۔جو بندہ اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ہمیں صرف مانگنے کا طریقہ سیکھنا چاہیے کیونکہ کوئی جتنا بڑا ہوتا ہے اس سے کوئی چیز لینے کے آداب بھی اتنے ہی زیادہ سخت ہوتے ہیں ہم تو بیٹھے اللہ تعالیٰ کو نعوذ باللہ آرڈر دے رہے ہوتے ہیں کہ یا اللہ میرا فلاں بیٹا کامیاب ہو جائے میرا فلاں کام ہو جائے اس طرح تو دعائیں قبول نہیں ہوتیں بلکہ عاجزی کے ساتھ پورے کا پورا جسم انسان کا اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور ادھر ادھر نہ دیکھیں اللہ تعالیٰ تو خود فرماتے ہیں کہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ

اَلْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ (النمل:62) کیوں کہ اللہ تعالیٰ مضطرب کی دعا قبول فرماتے ہیں۔جب بچہ اپنی ماں سے مانگتا ہے تو وہ روتا ہے اور روتے روتے امی امی کرتا ہے اسے یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ میرا بھائی میرا اماموں یا کوئی اور عزیز بیٹھا اس کی پکار سن رہا ہے وہ تو صرف اپنی ماں سے مانگتا چلا جاتا ہے تو اسی طرح اردگرد سے بے نیاز ہوکر اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہیے تو ضرور اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوگی۔اور دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی مانگنی چاہیے کیونکہ اصل تو وہی ہے اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگیں

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں　میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت مل جائے تو بس زندگی کے مسئلے ہی حل ہو جائیں گے۔اور یہ مانگیں کہ یا اللہ مجھے مستجاب الدعوات بنادے۔

رب کے ساتھ تعلق کیسا ہو؟

ہمیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ قانونی تعلق ہے جب کہ اللہ تعالیٰ جنونی تعلق چاہتے ہیں کیونکہ جب کوئی کام ہوا اللہ تعالیٰ سے رابطہ کرلیا ورنہ کتنے کتنے دن ہمیں اللہ یاد ہی نہیں آتا جس طرح کوئی خاوند اپنی بیوی کے لئے روز تحفہ لے کر آئے اور اس کو سیر کرائے گھمائے پھرائے۔وہ چاہے کہ ہمیں کوئی تیسرا ڈسٹرب نہ کرے بلکہ صرف ہم ہی ہوں اور ایک دوسرے کی محبت میں سرشار رہیں تو یہ جنونی محبت ہے تو اللہ تعالیٰ بھی چاہتے ہیں کہ بندہ میرے ساتھ جنونی تعلق رکھے اور ہر چیز مجھ ہی سے طلب کرے اللہ تعالیٰ ایسی محبت چاہتے ہیں کہ لوگ مجنون کہنے لگیں ایسے ٹوٹ کر پیار کریں کہ اللہ کا نام آئے اور ہم تڑپ اٹھیں۔فرمایا کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (الانفال:2) کہ ایمان والے بندے وہ ہیں کہ جن کے سامنے جب اللہ کا تذکرہ آتا ہے ان کے دل تڑپ اٹھتے ہیں جہاں تعلق

ہو اور چھپایا ہوا ہو تو کہیں تذکرہ ہو تو تعلق چھپا نہیں رہتا بلکہ ظاہر ہو جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی ہی محبت نصیب فرمائے۔

اللہ والے حج کیسے کرتے ہیں؟

حضرت شبلیؒ کا ایک مرید کافی دیر بعد ملاقات کیلئے آیا تو حضرت نے پوچھا کہاں گئے تھے تو کہنے لگا حج کرنے گیا تھا پوچھا کیسے حج کیا کہنے لگا میں نے احرام پہنا،فرمایا جب تم نے احرام پہنا اور لباس اتارا تو کیا گناہوں کا لباس اتارنے کی نیت بھی کی تو مرید نے کہا کہ نہیں ، پھر فرمایا کہ جب احرام پہنا تو کیا تقویٰ کا لباس پہننے کی نیت کی تھی ؟ کہا حضرت نہیں ، پھر فرمایا اچھا جب تلبیہ پڑھا تو لبیک کہتے ہوئے دل و جان سے اپنے آپ کو رب کے حوالے کیا؟ کہا نہیں ، پھر فرمایا جب طواف کیلئے گئے تو حجرِ اسود کا استلام کرتے ہوئے محبوب کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کی لذت بھی نصیب ہوئی تھی؟ کہا نہیں، پھر فرمایا کیا ملتزم سے لپٹتے ہوئے معانقہ کی لذت ملی؟ کہا نہیں ۔ پھر فرمایا کہ غلاف کعبہ کو پکڑ دعائیں مانگی تو کیا محبوب کے دامن کو پکڑنے کر آرزو پیش کرنے کی کیفیت ملی؟ کہا نہیں ، پھر فرمایا جب رمل کیا تو اس وقت ففروا الی اللہ کی کیفیت نصیب ہوئی۔کہا نہیں، پھر فرمایا جب عرفات میں پہنچے تو کیا تمہیں اللہ کی معرفت مل گئی؟ کہا حضرت نہیں۔پھر پوچھا کیا مزدلفہ میں حقوق العباد کے بارے میں یہ کیفیت آئی کہ ان کے حقوق ادا کرنے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کوتاہی پر معافی مانگنی ہے؟ کہا نہیں حضرت۔فرمایا جب منیٰ آئے تو کنکریاں مارتے وقت شیطان سے پکی دشمنی کا ارادہ کیا؟ کہ نہیں حضرت۔فرمایا قربانی کرتے وقت اپنے نفس کو بھی اللہ کے سامنے قربان کرنے کی نیت کی ؟ کہا نہیں حضرت ۔ فرمایا جب طواف زیارت کیلئے آئے تھے تو کیا محبوب کی زیارت اس کی تجلیات کا دیدار ہوا تھا ؟ کہا حضرت نہیں ۔فرمایا کہ اگر تمہیں کچھ بھی نصیب نہیں ہوا تو یوں سمجھو کہ کوئی حج نہیں کیا اور جیسے تمہیں سمجھایا ہے آئندہ ایسی کیفیات

سے حج کر کے آنا۔تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کیفیات عطا فرمائیں۔

توبہ کی ضرورت:۔

اگر ہم بھی چاہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی تجلیات نصیب ہوں تو ہمیں اپنی سابقہ زندگی پر افسوس کرنے کی ضرورت ہے اور توبہ استغفار کی ضرورت ہے اور آئندہ زندگی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کا پورا عزم رکھنا چاہیے پھر اللہ تعالیٰ سے بھی مدد مانگیں کہ اللہ ہمارے پلے کچھ نہیں بس آپ کا کرم ہے اس کرم کی وجہ سے آپ ہمارا حج وعمرہ قبول فرمالیں۔

ایک واقعہ:۔

حاتم طائی سے کسی فقیر نے پانچ دینار مانگے تو اس نے اسے پانچ سو دینار دیئے نوکر کہنے لگا اس نے پانچ دینار مانگے اور آپ نے پانچ سو دے دیئے تو حاتم طائی نے کہا وہ مانگنے والے کا ظرف تھا اور یہ دینے والے کا ظرف ہے یہ تو دنیا داروں کا حال ہے تو خالق کائنات سے تو جو بھی مانگیں وہ کم ہے بس تڑپ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان عطا فرمائے اے مولیٰ ہم تو تیرے در کے منگتے ہیں سوالی ہیں تو بس ہمیں عطا فرمادے ہماری تمنائیں پوری فرمادے۔

حاجی کیلئے خوشخبری:۔

اس بندے پر حسرت نہیں جو مندر سے نکل کر جہنم میں جائے بلکہ حسرت اس پر ہے جو ایسی جگہ پر آئے اور توبہ کے بغیر واپس چلا جائے۔یعنی یہاں آکر بھی اپنے آپ کو کیش نہ کروایا سچی معافی نہ مانگی تو یہ حسرت کا ہی مقام ہے۔اپنے آپ کو حقیر جان کر اللہ تعالیٰ سے مانگیں یا اللہ ہم جھوٹے ہماری نگاہیں کالی ہماری زبانیں کالی ہمارے دل میلے لیکن ہماری ایک نسبت ہے جو رحمۃ للعلمین کے ساتھ ہے تو اے اللہ تو اس نسبت سے ہماری دعائیں قبول فرما ہمیں معافی دے دے۔آپ ﷺ نے دعا مانگی، اے اللہ حاجی

کی بھی مغفرت فرما اور جس کی مغفرت کی حاجی دعا کرے اللہ اس کی بھی مغفرت فرما، تو رحمۃ للعلمین کی نسبت کام آ گئی۔ تو حاجی جس کی مغفرت کیلئے بھی دعا کرے گا اللہ تعالیٰ محبوب کی دعاؤں کے صدقے اس کی بھی مغفرت فرما دیں گے انشاء اللہ۔

یاد رکھنے کی بات:۔

جو بندوں کے سامنے ذلت اور رسوائی ہم سے برداشت نہیں ہوتی تو وہاں اللہ کے محبوب کے سامنے اور اتنے بڑے مجمع کے سامنے ذلت کیسے گوارا ہو گی تو سچی توبہ کر کے اپنے آپ کو اس آخرت کی ذلت سے بچا لیں اور سچے دل سے اور آئندہ زندگی گناہوں سے بچنے کی نیت سے توبہ کریں تو اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور آخرت کی رسوائی سے محفوظ فرمائیں گے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ